جوتہ بناتے تھے انھوں نے ہی لائڈ جارج کی تعلیم وتربیت کی تو غالباً لائڈ جارج کے والد بھی اسی کام کو کرتے ہوں گے۔ لیکن لائڈ جارج ذلیل نہ سمجھے گئے بڑے بڑے حسیب ونسیب شریف ان کے سلام کی تمناؤں میں انگلستان گئے اور ان کی ملاقاتوں کو فخر ومباہات کے ساتھ بیان کیا اگر وہ ہندوستان آتے تو آپ فخریہ قدمبوسی کرتے ہندوستان سے باہر کوئی پیشہ ذات نہیں سمجھا جاتا اسی حقیقت نفس الامری کو ملحوظ رکھکر مولوی اسمٰعیل صاحب نے محض ان ہندوستانیوں کے سمجھانے کو جو پیشہ کو ذات اور پیشہ ور کو ذلیل جانتے ہیں جن میں ابھی شرک وبت پرستی موجود ہے جواب بھی اپنے کفار آبا واجداد کی طرح ذات پات شودر کمین وغیرہ خیال دماغ میں رکھتے ہیں۔ جواب بھی نومسلم کو ذلیل سمجھتے ہیں لکھا ہے کہ جس طرح تم ایک بادشاہ کے آگے چمار کو ذلیل جانتے ہو۔ اس اللہ جل جلالہٗ کے مقابل جو ساری دنیا کا بادشاہ ہے جو شاہنشاہ ہے للہ العزۃ جمیعا جس کے لئے تمام عزتیں ہیں وَلَہ الکبریاء فی السموات والارض اسی کے لئے ساری زمین وآسمان کی بڑائیاں ہیں تمام بڑی سے بڑی مخلوق امیر کبیر راجہ مہاراجہ نواب بادشاہ امیر وزیر لفٹنٹ گورنر وائسرائے شیخ سدو کالی بھوانی زین خاں لال گرو پیر فقیر وغیرہ وغیرہ جن کو تم بڑا باعزت قدرت وقوت والا جانتے ہو اس ایک بادشاہ حقیقی کے مقابل جنھیں تم ذلیل جانتے ہو مثلاً بھنگی چمار چوہڑا نٹ کنجر وغیرہ سے زائد ذلیل یعنی ہیچ لاچار، مجبور، کمزور، بے طاقت، بے بس ہیں اسلئے کہ تم جو کسی چمار کو بادشاہ کے مقابل یا خود بادشاہ ذلیل جانتا ہے تو ساتھ ہی اسکے وہ اس چمار کو اپنی ہی مانند ذی روح انسان اولاد آدمؑ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک والا اپنی ہی طرح بندہ اور مخلوق اپنے ہی مثل آدمی جانتا ہے اور درحقیقت ہر بھنگی چمار آدمؑ کی اولاد ہونیکی وجہ سے پیمبر زادہ ہے۔ لیکن خالق مطلق کسی کو بھی اپنے مثل نظیر مساوی نہیں جانتا نہ کوئی انسان حور فرشتہ جن اس کے مقابل باعزت ہے پس جس درجہ آپ نے ایک بادشاہ کے مقابلہ میں چمار کو ذلیل جانا تھا اس سے زائد ایک بندہ اپنے معبود کے سامنے ذلیل عاجز ضعیف مجبور لاچار ہے۔

بحث عزت وذلت | **ھفتم** مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو ذلیل لکھا ہے اس کے یہ معنی نہیں جو آپ سمجھے ہیں اولاً یہ سمجھ لیجئے کہ ایک لفظ اپنے معنی لغوی اور حقیقی میں استعمال ہوتا ہے کبھی لفظ معنی عرفی یا مجازی یا اصطلاحی میں کبھی وہی لفظ غیر زبان میں دوسرے معنی میں مستعمل ہوتا ہے مثلاً لفظ مکر اس کے معنی تدبیر کے ہیں وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ وَاللہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ ان لوگوں نے تدبیریں کیں اور اللہ نے تدبیر کی اللہ بہتر تدبیر کرنیوالا ہے لیکن یہی لفظ مکر اردو میں اپنے اصلی معنی کے خلاف دغا اور دہوکے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اسی طرح لفظ ذلیل ہے ذلیل کے معنی ضعیف اور قلیل ہیں مفردات امام راغب میں ہے الذل ما کان عن قہر ویقال الذل القل والذلۃ القلۃ ذل وہ ہے جو قہر کے ساتھ ہو اور ذل کے معنی قل کمی اور ذلت کے معنی قلت کے ہیں۔ امام رازی تفسیر میں لکھتے ہیں معنی الذل الضعف عن المقاومۃ ونقیضہ العزۃ وھو القوۃ ذل کے معنی مقابلہ سے عاجزی ہے اور اس کی نقیض عزت ہے عزت کے معنی قوت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی اور تم کمزور تھے۔ تفسیر ابو سعود میں ہے۔ اذلۃ جمع ذلیل وان جمع جمع القلۃ للایذان باتصافھم حینئذ بوصف القلۃ والذلۃ اذا کانوا ثلاثمائۃ وبضعۃ عشر وکان ضعف حالھم فی الغایۃ اذلہ ذلیل کی جمع ہے اور یہ جمع جمع قلت ہے وہ

اسلئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قلت کی دونوں صفتوں یعنی کمی تعداد اور کمزوری سے موصوف تھے اسلئے کہ وہ لوگ تین سو دس اور کچھ تھے اور ان کی حالت نہایت خراب تھی تفسیر بیضاوی میں ہے وانما قال اذلۃ ولم یقل ذلائل نید ل علیٰ قلتھم وذلتھم بضعف الحال وقلۃ المراکب والسلاح یعنی اذلہ کہا ذلائل نہیں کہا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کی تعداد کم تھی اور وہ باعتبار ہتیاروں اور سواریوں کے کمزور تھے۔ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں القھر ھو الغلبۃ والتذلیل معًا ویستعمل فی کل واحد منھما قہر کے معنی غلبہ یا تذلیل ہیں اور دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے پس ذلیل کے معنی کمزور، ضعیف، قلیل، عاجز کے ہیں نہ وہ جو کہ آپ سمجھے ہیں اور چونکہ درحقیقت انسان ضعیف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخلق الانسان ضعیفا انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے پس لفظ ذلیل انسان کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب لفظ ہے اسی کے مقابل اللہ غالب قہار جبار قوی عزیز ہے ان العزۃ للہ جمیعا تمام عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں ھو القاھر فوق عبادہ وہی اپنے بندوں پر غالب ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے ان العزۃ للہ جمیعا ان القوۃ للہ جمیعا سب قوتیں اللہ ہی کے لئے ہیں دیکھو عزۃ کی تفسیر لفظ قوۃ سے کی۔ اسی طرح آیۃ ان کل من فی السموات والارض الا اٰتی الرحمٰن عبدا کی تفسیر میں عبد کے معنی ذلیل وعاجز لکھے ہیں تفسیر معالم التنزیل میں ہے والعبادۃ الطاعۃ مع التذلل عبادت کے معنی طاعت مع ذلت ہیں اور لکھا ہے وسمی العبد عبدًا الذلتہ وانقیادہ بندہ کو بندہ اس کی ذلت وفرمانبرداری کیوجہ سے کہا گیا۔ تفسیر مدارک میں ہے العبادۃ اقصی غایۃ الخضوع والتذلل عبادت انتہائی خضوع وذلت ہے تفسیر نقشبند میں ہے والعبادۃ الطاعۃ مع التذلل والخضوع طاعت مع ذلت وعجز کا نام عبادت ہے۔ تفسیر فتح العزیز میں ہے حقیقت عبادت نہایت تذلل است برائے نہایت تعظیم غیر خود چوں باختیار صادر شود۔ اپنے اختیار سے اپنے غیر کی انتہائی تعظیم اپنی انتہائی ذلت کے ساتھ کرنا عبادت ہے۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ عزت کے معنی قوت غلبہ اور ذلت کے معنی قلت عجز پس جس جگہ تقابل ہو گا وہاں اللہ کے لئے عزیز وقوی اور بندے کیلئے ذلیل عاجز ضعیف مستعمل ہو گا۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ لفظ عبد وذلیل باہم مرادف ہیں اب قدرتًا ثابت ہو گیا کہ جو کوئی عبد ہے وہ ذلیل ہے اور چونکہ ہر انسان عبد ہے پس ہر انسان ذلیل ہے اس پر بتایئے کہ مولوی اسمٰعیل صاحبؒ نے کیا برائی کی ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ اس زمانے کی اردو زمانہ حال کے بالکل خلاف تھی وہ اردو کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں تمام غیر زبانوں کے لفظ اپنے اصلی معنی میں مستعمل ہوتے تھے اب اگر آپ اس لفظ کو کسی اور معنی میں استعمال کرنے لگیں تو ان پر کیا اعتراض اب اس فقرے کے یہ معنی ہوئے کہ ایک بادشاہ کے مقابل میں ایک چمار کی عزت جسقدر آپ نے مانی تھی اسی نسبت سے کہیں زائد ایک اس آدمی کی عزت قوت جس کو آپ بڑا جانتے ہیں خدائی عزت، قوت کے مقابلہ میں بہت ہی کم، مثل نہ ہونے کے ہے۔ مثلاً ایک بادشاہ اور چمار کے اندر ایک اور دس کی نسبت ہے اسی طرح خدا اور چمار کے درمیان کروڑ اور صفر کی۔ پس نتیجہ نکل آیا کہ چمار کو ایک اور دس کی نسبت ہے اور بادشاہ کو صفر کی پس بادشاہ چمار سے زائد ذلیل ہوا۔

ہشتم جس طرح احکام الٰہی میں عموم ہوتا ہے تو کسی فرد کی تخصیص نہیں ہوتی اس میں سب داخل ہیں ہیں مثلاً ان کل من فی السموات والارض الا اٰتی الرحمٰن عبدا۔ جو کوئی بھی زمین وآسمان میں ہے اللہ کے سامنے ذلیل ہو کر آئیگا۔ اس میں

انبیاء اولیاء اتقیاء صلحاء اصفیاء شہداء صدیقین اقطاب ابدال غوث فاسق، فاجر کافر سب داخل ہیں۔ تفسیر جلالین میں اسی آیت کے تحت میں ہے ومنهم عزير وعيسى انھیں میں سے عزیر و عیسیٰ ہیں۔ دیکھئے تفسیر جلالین والے نے ذلیلوں میں عزیر و عیسیٰ کا نام لکھا۔

عبد بمعنی ذلیل | تفسیر مدارک میں عبد کے معنی ذلیل لکھے ہیں مسلم میں ایک حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی ادم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بنی آدم کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اس کے ذیل میں ملا علی قاری حنفی ہروی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں وبه اکد بقوله کلها لیشمل الانبیاء والاولیاء والفجرة والکفرة من الاشقیاء لفظ کلها تاکید کیلئے فرمایا تاکہ تمام انبیاء واولیاء، فاجر، کافر، اشقیاء سب کو شامل ہو جائے یہاں ملا علی قاری نے نبی، ولی، فاجر، کافر، شقی سب برابر کردئیے ایک اور حدیث مسند احمد بن حنبل ابوداؤد و ابن ماجہ میں ہے۔ لو ان اللہ عزوجل عذب اهل سماواته واهل ارضه عذبهم وهو غیر ظالم لهم۔ اگر اللہ عزوجل تمام آسمانوں اور زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ظالم نہیں کیا اس عموم میں نبی رسول داخل نہیں تفسیر نیشاپوری میں ہے یختص لمن یشاء تعمیم لفضله وان کان من الابالسة والفراعنة و یعذب من یشاء بحکم الالهیة والقدرة وان کان من الملائکة المقربین والمصدقین" جسے چاہے بخشدے یہ عموم فضل ہے خواہ وہ ابالستہ و فراعنہ سے ہوں اور عذاب دے جسے چاہے اپنی قدرت و الہیت سے اگرچہ وہ ملائکہ مقربین و مصدقین سے ہوں" یہاں تو فرعون اور فرشتے سب ایک گھاٹ اتار دیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعز من تشاء وتذل من تشاء جسے چاہے عزت دیدے جسے چاہے ذلیل کردے یہاں عموم میں سب داخل سائیں سیر ہو گئے تفسیر جلالین و بیضاوی میں زیر آیت ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کے تحت میں لکھا ہے کسائر النساء اللاتی یلازمن الصدق او یصدقن الانبیاء کانا یاکلان الطعام ویفتقران الیه افتقار الحیوانات مثل تمام عورتوں کے جو سچی ہیں یا تصدیق انبیاء کرتی ہیں اور دونوں کھانا کھاتے اور کھانے کے ضرورتمند تھے مثل تمام حیوانات (جانداروں) کے کیا اس عموم حیوانات میں ہاتھی گھوڑا گدھا بیل سور کتا شامل نہیں۔ لیجئے ان حضرات نے بھی ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا۔ ابن ماجہ ترمذی مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث بروایت ابوذرؓ مرفوعاً ہے ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول یا عبادی کلکم مذنب الا من عافیت فاسئلونی المغفرة فاغفر لکم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب کے سب گنہگار ہو مگر جسے میں بخشدوں پس مجھ سے مغفرت چاہو میں تم کو بخشدونگا اسی حدیث میں ہے وکلکم ضال الا من هدیت تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت کروں وکلکم فقیر الا من اغنیت اور تم سب فقیر ہو مگر جسے میں غنی کردوں ولو ان حیکم ومیتکم واولکم واخرکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا علی قلب اتقی عبد من عبادی لم یزد فی ملکی جناح بعوضة ولو اجتمعوا فکانوا علی قلب اشقی عبد من عبادی لم ینقص من ملکی جناح بعوضة اگر تمہارے سب زندہ اور مردے اور پہلے اور پچھلے اور ہرے اور سوکھے سب جمع ہو کر میرے ایک متقی بندے کا سا دل کرلیں تو میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کے برابر زیادتی نہیں کرسکتے اور اگر سب میرے ایک شقی بندے کا دل

کرلیں تو میرے ملک سے ایک مچھر کے پر کے برابر کمی نہیں کرسکتے اور مسلم میں یہ لفظ ہیں یاعبادی لوان اولکم و اخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل منکم مازاد ذلک فی ملکی شیئا یاعبادی لوان اولکم و اخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد مانقص ذلک من ملکی شیئا۔ اے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن تم میں سے ایک متقی بندے کی طرح ہوجائیں تو میرے ملک میں کچھ اضافہ نہیں کرسکتے اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن تم میں سے ایک کے مانند ہوجائیں تو میرے ملک میں کچھ کمی نہیں کرسکتے اور ایک یہ ٹکڑا ہے یاعبادی کلکم تخطئون باللیل والنہار۔ اے میرے بندو تم سب کے سب دن رات گناہ کرتے ہو۔ آپ نے دیکھا کہ اس عموم میں سارے فاسق فاجر اور ولی نبی رسول شامل ہیں۔

امام شعرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد ذلیل کہا

امام شعرانی خلاصہ فتوحات میں لکھتے ہیں ونعتقد انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ مع ربہ عبد ذلیل۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ (درحقیقت) اپنے رب کے سامنے بندے ذلیل ہیں پھر لکھتے ہیں ھذا اما علیہ اقطاب اھل الورع واللہ غنی عن العلمین یہ وہ عقیدہ ہے جو خدا سے ڈرنیوالے قطبوں کا عقیدہ ہے اور اللہ تو دونوں جہان سے بے پرواہ ہے پس معلوم ہوا کہ ان باتوں سے توہین وتذلیل نہیں ہوتی یہ باتیں قابل اعتراض نہیں ایسے ہی جاہلوں کے رد میں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں اعلم ان بیان احکام الشریعۃ مما یجب علی العلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لا خلاق لہ بل ھذا مما یرضی بہ الولی لو کان حیا وسئل عنہ ذلک اجاب بالحق واغضبہ نسبۃ التاثیر لہ وقائل قولہ فی حق عیسی علیہ السلام ان ھو الا عبد انعمنا علیہ علماء پر احکام شرع کا بیان کرنا واجب ہے اس میں ولی کی کسر شان نہیں جیسا کہ بعض بدسلیقہ لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو وہ بات ہے کہ اگر ولی زندہ ہوتا اور اس سے پوچھا جاتا تو وہ بھی ٹھیک بات بتاتا اور اپنی نسبت اثر پر ناراض ہوتا اور کہتا جو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہا گیا ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وہ شل اور بندوں کے ایک بندہ ہے ہم نے اس پر انعام کیا ہاں اب بھی آپ نہ سمجھیں یا نہ مانیں اور انبیاء کی توہین یا گستاخی جانیں تو بمقتضائے رحمۃ اللہ علی النباش الاول پہلے کفن چور پر خدا کی رحمت صاحب تفسیر جلالین وبیضاوی، ملا علی قاری امام شعرانی آپ ہی کے پیشوا بزرگ ائمہ دین اس لعن طعن کے مستحق واحق ہیں۔ پھر کہیں مولوی اسمعیل صاحبؒ کی گنتی آئے گی۔ فردوسی شاہنامہ میں کہتا ہے ؎ زتعظیم تو پیش تو ہست ونیست + اگر باشد وگر نباشد یکے ست + مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں ؎

اگر بمحشر خطاب قہر کند — انبیا راچہ جائے معذرت ست

پردہ از روئے لطف گر بردار — کاشقیا را امید مغفرت ست

نہم۔ اگر مولوی اسمعیل صاحب کا قول واقعی خلاف شریعت ہے تو اس کے ذمہ دار وہ ہیں نہ کہ ہر شخص جس طرح اوپر لکھے ہوئے اقوال کے ذمہ دار ان کے قائل، ورنہ جو شخص بنک کا سود نوٹ کا سود درست بتائے اس کے ذمہ دار آپ ہیں ہمارا مذہب صرف اتباع قرآن وحدیث ہے ہم کسی کے مقلد نہیں یہ تو آپ ہی ہیں جو دوسروں کے اقوال مانتے ہیں اگر

اُس زمانہ کے لوگوں کو علم غیب ہوتا تو کوئی اسمٰعیل صاحبؒ کو ہدایت کر دیتا کہ آپ اس قسم کے الفاظ سے احتراز فرمائیں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جاہل علماء پر اعتراض کرینگے اور آپ بھی نشانہ ملامت ہونگے وتلك الایام نداولھا بین الناس۔

نبوت کسبی شے ہے عقیدۂ صوفیہ | **دھم** اگر مولوی اسمٰعیل صاحبؒ کا لکھنا خلاف شرع یا بدتہذیبی ہے تو وہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح آپ کے یہاں ہر شخص نبوت کسب کر سکتا ہے کیا اس میں نبی کی توہین نہیں یا جیسا کہ اشباہ و نظائر میں ہے کسی آیت کا خون یا پیشاب سے لکھنا درست ہے کیا اس میں قرآن اور اللہ کی توہین نہیں۔ ردالمحتار مطبوعہ دہلی جلد اول ص۱۴۰ پر بحوالہ ہدایہ لکھا ہے "قرآن مجید کا پیشانی و ناک پر شفا کے لئے خون یا پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں چھاپہ نولکشور جلد ۴ ص۳۶۴ و سراجیہ بر حاشیہ جلد ۳ ص۳۱ و عالمگیری چھاپہ دہلی جلد پنجم ص۱۳۴ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئًا من القرآن قال ابوبکر الاسکاف یجوز قیل لوکتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لاباس بہ قیل لوکتب علی جلد میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز۔ یا جس طرح ہدایہ میں ہر فاسق فاجر شرابی چور زانی اور نبی ولی رسولؐ کو ایمان میں برابر لکھا ہے کیا اس میں انبیاء کی توہین نہیں کیا اس میں چمار اور نبی کو برابر نہیں کر دیا فقہ اکبر ص۱۰ وایمان اھل السماء والارض لایزید ولا ینقص۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں وایمان اھل السماء ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض ای من الانبیاء والاولیاء وسائر المومنین من الابرار والفجار لا یزید ولا ینقص ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں قال الامام الاعظم فی کتابہ الوصیۃ ثم الایمان لایزید ولا ینقص یہی عبارت شرح عقائد نسفی میں ص۵ پر تحریر ہے۔ یا جیسا درمختار میں مسلمان فاسق کو فرشتوں سے افضل بتایا گیا ہے۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو پھر دوسرے کے منہ آؤ۔ اگر آپ کو یہ مسائل معلوم نہیں تو حقیقۃ الفقہ کو دیکھ لیجئے اس میں ایسے تین سو مسئلوں کی فہرست مع نام کتاب عبارت صفحہ لگا دی گئی ہے پس جب آپ ان مسائل کا جواب دیدینگے تو مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے بھی جواب دیدیا جائیگا۔ فتلك عشرۃ کاملۃ۔ سب سے آخر میں یہ بات لکھی جاتی ہے کہ اگر مولانا اس قسم کے الفاظ سے احتراز کرتے تو بہت اچھا تھا اسلئے کہ عوام کو اعتراض کا موقع نہ ملتا۔ عوام کو بدتہذیبی اور گستاخی کا یقین کامل ہے اگرچہ حدیث انما الاعمال بالنیات مواخذہ سے بری کرتی ہے خواہ ایسا فعل عمدی و ارادی ہی کیوں نہ ہو۔

بیل اور گدھے کی بحث | مولانا پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مولانا نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے سے گدھے اور بیل کے خیال آنے کو اچھا لکھا ہے۔ **جواب** یہ کتاب صراط مستقیم کی نسبت اعتراض ہے صراط مستقیم فن تصوف میں ہے اور اس کے اندر وہ باتیں قلمبند کی گئی ہیں جو مولوی سید احمد صاحبؒ نے تصوف کے متعلق بیان کی ہیں اس کی اصل عبارت یہ ہے۔ "و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است۔ پیشتر یہ بات سن لیجئے کہ مخلات نماز کے بیان میں لکھا ہے کہ شیطان رجیم آہستہ آہستہ بخیال گاؤ خرمی رساند تا کہ ایں صورت متحقق گردد۔ ع برزباں تسبیح دردل گاؤ خر۔ لفظ گاؤ خر کبھی گدھے اور بیل کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ ایں و آں چنیں چناں ہما شما، ما و شما کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ صوفیوں کی اصطلاح

میں گاؤخر سے مراد ماسوی اللہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ مولانا روم لکھتے ہیں ؎

برزباں تسبیح ودر دل گاؤخر + ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اگر گاؤخر کے معنی بیل اور گدھے کے ہوں تو مولانا کا مطلب خبط ہوا جاتا ہے اس لئے کہ کوئی شخص ہمیشہ گدھے اور بیل کے خیال میں نہیں رہتا کبھی کوئی فکر ہے، کسی بات کا دہیان ہے کبھی کچھ خیال ہے پس معلوم ہوا کہ گاؤخر سے مراد امور دنیاوی ہیں ورنہ مولانا روم کے شعر کے موافق صرف گدھے اور بیل کا خیال مخل نماز ہوگا اور کوئی دوسرا خیال مخل نماز نہ ہوگا اسوجہ سے معلوم ہوا کہ گاؤخر سے مراد دنیاوی امور ہیں اور آپ کے کہنے کے مطابق گدھے اور بیل کے معنے لئے جائیں تو ایک واو اور چاہیئے لفظ گاؤخر حالانکہ ایسا نہیں اب خواہ کوئی معنی لئے جائیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس لفظ سے مولانا کی کیا مراد ہے۔ مولانا خود اس لفظ کی شرح فرماتے ہیں "گاؤخر تمثیل است ہرچہ سوائے حضور حق است گاؤ باشد یا خر فیل باشد یا اشتر" گاؤخر ماسوی اللہ کی تمثیل ہے خواہ اونٹ ہو یا ہاتھی گدھا ہو یا بیل۔ اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ مولانا کی مراد ماسوی اللہ سے ہے۔ اب بھی اگر کوئی گدھا بیل سمجھے تو سمجھے اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔ اب اصل عبارت کی جانب متوجہ ہوجیے فرماتے ہیں "آرے بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ از استغراق در صورت گاؤخر است" ہاں بعض اندھیروں سے زائد اندھیرے ہوتے ہیں اس بنا پر زنا کے خیال سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال اچھا ہے اور بزرگوں اور شیخ وغیرہ کی جانب خیال پھیرنے سے خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں امور دنیاوی کا خیال بہتر ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگرچہ فی نفسہ عبادتِ حق میں کسی قسم کا خیال آنا برا ہے لیکن نسبتاً بدتر خیال سے بدخیال اچھا ہے اس کے بعد اس برائی کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤخر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان ومحقر می بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود میشود بشرک می کشد بالجملہ بیان تفاوت مراتب وساوس است انسان را باید کہ آگاہ شدہ ہیچ عائق از قصد حضوری حق متجم وپس پا نگردد۔ اس لئے کہ ان لوگوں کا خیال دل میں تعظیم وجلال کے ساتھ آئے گا بخلاف گاؤخر کے اسلئے ان میں نہ دلچسپی ہوگی نہ تعظیم بلکہ کمتر اور حقیر ہوں گے اور غیر کی تعظیم واجلال نماز میں شرک تک پہنچاتا ہے غرضکہ وسوسوں کے تفاوت مراتب کا بیان کرنا مقصود ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ کسی نوع حضوری حق سے نہ ہٹے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ واعبد ربك حتی یاتیك الیقین عبادت کر اپنے رب کی یہانتک کہ تجھکو یقین آجائے یہ فرمان الٰہی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے ان تعبد اللہ کانك تراہ فان لم تكن تراہ فانہ یراك۔ اللہ کی ایسی عبادت کر جیسے کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ بات نہ ہو تو گویا کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے یعنی عبادت الٰہی میں کسی نوع کسی بڑے چھوٹے اچھے برے کا خیال نہ آئے اسکی حتی الامکان کوشش کی جائے۔ اور صوفیوں کے یہاں تصوف کے معنی بقول شعرانی تجرید القلب للہ تعالی واحتقار ماسواہ صرف اللہ کے لئے دل کو خالص کرلینا اور غیر اللہ سے دل کو پھیر لینا ہیں اور بقول صوفیہ کے جیسا کہ امام رازیؒ نے لکھا ہے کل شی شغل قلبك

سوی اللہ فقد جعلتہ فی قلبک ندا للہ۔ جس چیز نے اللہ کے سوا تیرے دل کو مشغول کیا وہی چیز تیرے دل کے لئے اللہ کا شریک ہوگئی اسوجہ سے خواہ امور دنیاوی کا خیال آئے یا آپ کے قول کے موافق گدھے بیل کا وہ شرک ہوگیا اور شرک کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ ۵ ع ۶) اللہ مشرک کو کبھی نہ بخشیگا اور مشرک کے سوا جسے چاہیگا بخشدیگا۔ پس صوفیہ کے عقیدہ کے موافق خیال رسالت مآب جو بوجہ تعظیم میان عبادت الٰہی منجر بہ شرک ہے اس سے امور دنیاوی کا خیال یا آپ کے قول کے مطابق گدھے اور بیل کا خیال آجانا بہتر ہے اس لئے کہ یہ صرف مخل نماز اور وہ منجر بہ شرک ہونیکی وجہ سے منجر بہ جہنم۔ اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ مشرک جاہل صوفی فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول کی ریاضت کرتے ہیں وہ نماز میں بھی تصور شیخ اور تصور رسول عمداً کرتے ہیں اور نماز عبادت الٰہی ہے اس میں دوسرے کا تصور دوسرے کی تعظیم شرک ہے اور غرض عبادت اس تصور سے فوت ہوتی ہے اسلئے یہ الفاظ تہدیدی استعمال کئے گئے تاکہ لوگ نماز میں تصور شیخ و تصور رسول سے اجتناب کریں اور غرض عبادت فوت نہ ہو اور وہ لوگ داخل شرک نہ ہوں بعض صوفیوں نے اس نازک مقام سے بچنے کے لئے نماز سے الگ مجلس مراقبہ قائم کرلی ہے جس کے اندر وہی دھیان گیان (تصور) ہوتا ہے۔ بعض لوگ مقابر میں مراقب ہوکر صاحب قبر کا تصور کرتے ہیں ان باتوں کو ہر شخص جانتا ہے۔ اب رہا خود بخود خیال آجانا تو ہر شخص جو عربی سے واقف ہے اسکو نماز اور تلاوت میں ہر اس بات کا خیال آتا ہے جسکا ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً آیات حرمت زنا پر زنا کا خنزیر پر خنزیر کا۔ لیکن یہ خیال دیر پا نہیں ہوتا آئندہ آیت کے ساتھ یہ خیال دوسرے خیال سے مبدل ہوجاتا ہے۔ حضرات انبیاؑ کا بھی خیال آتا ہے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خیال آتا ہے نہ اس کی ممانعت نہ اس سے کچھ ہرج نہ اس کو مولانا نے منع کیا نہ مخل نماز بتایا وہ تو فعل عمد کو منع کرتے ہیں چنانچہ الفاظ "صرف ہمت" جس کے معنی عمداً خیال کو پھیرنا ہیں اس پر دال ہیں اور وجہ ممانعت وہی اندیشہ شرک بوجہ تصور ہے جیسا کہ گذرا۔ یہ خیال صوفیہ کے مطابق جواب تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب خیال رسولؐ نماز میں آیا تو اس خیال کی تعظیم و تکریم کی جائے یا نہیں اگر تعظیم رسول نہیں کی جائے تو یہ توہین رسولؐ ہے اور رسولؐ کی توہین کرنیوالا خارج از اسلام، گردن زدنی، اور اگر تعظیم رسولؐ کی جائے تو نماز میں جو کہ خالص و مخلص اللہ کی عبادت ہے جس میں کسی کا شائبہ بھی نہیں اس میں غیر اللہ کی تعظیم کرکے غیر اللہ کی عبادت کی اور یہ اللہ کی توہین ہوگئی اور جو کوئی اللہ کی توہین کرے وہ بھی خارج از اسلام پس اس نازک مقام سے لوگوں کو بچانے کے لئے مولانا نے لکھا کہ خیال رسالتمآبؐ سے گاؤخر کا خیال آجانا نسبتاً بہتر ہے اب رہی یہ بات کہ گاؤخر ہی کیوں کہا کوئی اور لفظ کیوں نہیں استعمال کیا تو صرف اسوجہ سے کہ مولانا روم کے مصرعہ بر زبان تسبیح و در دل گاؤخر سے مطابقت تامہ ہوجائے دوسرے یہ بات کہ جس طرح دوسرے صوفیوں نے ماسوی اللہ کو پشک شتر" اونٹ کی مینگنی" "صنم" "بت" "خون حیض" کہا جنکی عبارتیں اوپر گزریں۔ اسی طرح انھوں نے گاؤخر کہدیا پس مولانا پر کوئی اعتراض نہیں۔

کمال نبوت | صراط مستقیم کی اس عبارت پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے جو مولوی سید احمد صاحبؒ کی نسبت ہے "حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودہ اند۔ کہا جاتا ہے کہ اس عبارت سے نبی علیہ السلام

مشابہت دنیا اور ادعائے نبوت مقصود ہے جواب یہ ہے کہ میرے سامنے اسوقت صراط مستقیم کے دو نسخے مطبوعہ موجود ہیں ان میں یہ عبارت نہیں ان میں سے ایک نسخہ مطبع ضیائی میرٹھ کا ۱۲۸۵ھ کا ہے اور دوسرا دوسرے مطبع کا ان دونوں کے اندر یہ عبارت ہے "لیکن از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بہ کمال مشابہت جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ"۔ بہرحال کوئی عبارت درست مانی جائے ہم پر جواب فرض ہے سنئے کہ رسول پاک سے مشابہت دو حال سے خالی نہیں یا تو خَلق یعنی ظاہری صورت و شکل میں یا خُلق یعنی اخلاق و عادات میں؛ اخلاق بذاتہ ایک عمدہ چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے انک لعلی خلق عظیم (تم بڑے خلق والے ہو) اور اور حضرت خود فرماتے ہیں مؤطا میں ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (میں نبی بنا کر اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کو پورا کردوں) پھر مومنین کی نسبت ارشاد ہے ان اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقاً کامل الایمان وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں پس ہر شخص کو اخلاق حسنہ اختیار کرنا چاہیئے، پس جس شخص میں اخلاق حسنہ ہوں گے تو اس کی نسبت یہی کہا جائے گا کہ اس میں اخلاق نبوی ہیں ایک حدیث میں آیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ اللہ کے سے اخلاق اختیار کرو اب جس شخص میں اللہ کے سے اخلاق ہونگے تو یہی کہا جائیگا کہ اس میں اللہ کے سے اخلاق ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ شخص مدعی الوہیت یا رسالت ہے اور عموماً ایسا ہی کہتے ہیں۔ مولانا حالی کہتے ہیں ع نمونہ ہیں خلق رسولِ امین کے ؏ اس کے یہ معنی نہیں کہ مدعی رسالت ہیں اب جبکہ حسنوا اخلاقکم (اپنے اخلاق اچھے بناؤ۔) ارشاد نبوی بھی اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے) موجود ہے تو ہر شخص کو اسوہ نبوی حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ حدیث ان احبکم الی واقربکم منی مجالس یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقاً (میرے نزدیک محبوب تر اور قیامت کے دن مجھ سے نزدیک وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق بہترین ہونگے) میں داخل ہو سکے اب رہی رسول سے مشابہت تو خود آنحضرتؐ نے بہت سے لوگوں کو انبیاء سے اور اپنے آپ سے خَلق و خُلق میں مشابہت دی ہے بخاری میں بروایت حذیفہ بن یمان ہے۔ قال ان اشبہ الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن ام عبد۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت اشبہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) ہیں بروایت انس ہے انہ قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن بن علیؓ وقال فی الحسینؓ ایضاً انہ کان اشبہہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا حسنؓ رسولؐ اللہ سے جتنے اشبہ تھے اتنا کوئی نہیں ایسے حسینؓ کی نسبت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت اشبہ تھے ابوداؤد میں ہے۔ قال علی ونظر الی ابنہ الحسن قال ان ابنی ھذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمی باسم نبیکم یشبہ فی الخلق ولا یشبہ فی الخلق کہا علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو دیکھکر یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سید نام رکھا ہے اور عنقریب اس کی پشت سے ایک آدمی پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کا نام ہوگا اور مشابہ ہوگا اخلاق میں تمہارے نبیؐ سے اور صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فیبعث اللہ عیسی بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ ایسے ہوں گے جیسے عروہ بن مسعود۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے واذا عیسیٰ قایم یصلی

اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود۔ جب عیسیٰؑ نماز پڑھ رہے تھے تو (میں نے دیکھا کہ) تمام لوگوں میں ان سے زیادہ مشابہ عروہ بن مسعودؓ ہیں۔ بروایت جابرؓ ہے ورایت عیسی ابن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروۃ بن مسعود۔ میں نے عیسیٰ ابن مریمؑ کو دیکھا تو ان سے عروہ بن مسعودؓ کو بہت مشابہ پایا۔ بروایت احمد حضرت علیؓ کی نسبت ہے قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسیٰ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ میں عیسیٰؑ کی مثل ہے۔ ترمذی کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے ولا دنی من ابی ذر شبہ عیسی ابن مریم او کما قال ابوذر عیسیٰ بن مریمؑ سے بہت اشبہ ہے (زہد میں) تاریخ ابن عساکر میں بروایت جابر بن عبداللہ ہے ما من نبی الا ولہ نظیر من امتی وابوبکر نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسی وعثمان نظیر ھارون وعلی ابن ابی طالب نظیری کوئی ایسا نبی نہیں جس کی نظیر میری امت میں نہ ہو ابوبکرؓ ابراہیمؑ کی عمرؓ موسیٰؑ کی عثمانؓ ہارونؑ کی، علی ابن ابی طالبؓ میری نظیر ہیں اور اسی میں بروایت انس ہے من احب ان ینظر الی ابراھیم فی خلتہ فلینظر الی ابی بکر فی سماحتہ ومن احب ان ینظر الی نوح فی شدتہ فلینظر الی عمر فی شجاعتہ ومن احب ان ینظر الی ادریس فی رفعتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب فی طہارتہ جو کوئی خلت ابراہیمؑ دیکھنا چاہے وہ سماحت ابوبکرؓ اور شدت نوحؑ میں شجاعت عمرؓ، اور رفعت ادریسؑ طہارت علی بن ابی طالبؓ میں دیکھے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی فضائل صحابہ میں ایک حدیث لائے ہیں۔ مثل ابی بکر وعمر مثل نوح وابراھیم فی الانبیاء۔ ابوبکرؓ وعمرؓ کی مثل نبیوں میں نوحؑ وابراہیمؑ کی سی مثل ہے۔ مسند احمد بن حنبل وترمذی میں ہے وان مثلك یا ابابکر کمثل ابراھیم۔ اے ابوبکرؓ تیری مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے اور اسی میں ہے وان مثلك یا ابوبکر کمثل عیسیٰ۔ وان مثلك یا عمر کمثل موسی وان مثلك یا عمر کمثل نوح۔ اے ابوبکرؓ تیری مثل عیسیٰؑ کی سی ہے اے عمرؓ تیری مثل موسیٰؑ کی سی ہے اے عمرؓ تیری مثل نوحؑ کی سی ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مشابہت کوئی امر غیر مستحسن نہیں۔ اب رہا کمالات طریق نبوت تو سنئے کہ صوفیہ میں جو ریاضت کیجاتی ہے یعنی مراقبہ اس کے کئی درجے ہیں مثلاً طریق راہ ہدایت۔ طریق راہ ولایت۔ طریق راہ صدیقیت۔ طریق راہ نبوت۔ اور چونکہ یہ کتاب تصوف کی ہے اس کے اندر تمام طریقے مجاہدات وریاضت کے لکھے ہیں۔ چنانچہ کئی کئی فصلیں راہ ہدایت، راہ ولایت، راہ صدیقیت، راہ نبوت پر لکھی ہیں بس یہاں بھی کمالات طریق نبوت سے وہی راہ نبوت مراد ہے جس کا ثبوت لفظ طریق خود اس عبارت میں موجود ہے ہاں اگر لفظ طریق نہ ہوتا اور عبارت میں صرف کمالات نبوت ہوتا تو آپ کا مطلب نکل سکتا تھا پھر بصورت تسلیم بھی کوئی اعتراض نہیں اسلئے کہ تمام صوفی ان الفاظ کو اسی طرح استعمال کرتے رہے ہیں تفسیر مظہری میں ہے قال کمل من الرجال الانبیاء ولم یکمل من النساء الا آسیۃ امرءۃ فرعون ومریم بنت عمران قلت لعل المراد بالکمال البلوغ الی کمالات النبوۃ وما فوقہا وروایۃ الصحیحین کانہا اخبار عن الامم الماضیۃ حیث کثر الانبیاء فیہم ولم یبلغ درجۃ کمالات النبوۃ من النساء الا آسیۃ ومریم۔ مردوں میں انبیاء کامل ہوئے اور عورتوں میں صرف آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بیٹی عمران کی میں کہتا ہوں کمال سے مراد یہاں کمالات نبوت کا پہنچنا ہے اور جو صحیحین میں گزشتہ امتوں کی خبریں ہیں اسی حیثیت سے انبیاء بہت ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں درجہ کمالات نبوت کو آسیہؑ اور مریم بنت عمران ہی پہنچیں۔ شیخ ابوالبرکات بخاری ہدایت السالکین میں لکھتے ہیں واذا اتصف السالك بکمالات النبوۃ فقد کمل جب سالک

کمالات نبوت سے متصف ہوگیا تو وہ کامل ہوگیا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی لکھتے ہیں۔ "وکمالات نبوت کہ کل تابعان را بطریق تبعیت ووراثت انبیاء علیہم السلام حاصل میگردد ونیز دریں موطن است طریقت وحقیقت کہ محصلان ولایت اند گویا شرائط از برائے تحصیل حقیقت وشریعت وتحصیل کمالات نبوت ولایت راہمچو طہارت باید دانست۔ اور کمالات نبوت کہ تابعین کو انبیاء کی وراثت واتباع سے حاصل ہوتے ہیں اور جو لوگ کہ ولایت کے حاصل کرنیوالے ہیں ان کے لئے طریقت وحقیقت شرط ہے اور حقیقت وشریعت اور کمالات نبوت کے حصول کے لئے ولایت مثل طہارت کے ہے۔ مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں۔" حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت ووراثت بعد از بعثت خاتم النبین منافی خاتمیت او نیست۔ تابعین کو جو تبعیت ووراثت انبیاء سے کمالات نبوت حاصل ہوتے ہیں یہ آنحضرتؐ کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ پھر مجددؒ صاحب لکھتے ہیں۔ راہ ہائے کہ بہ کمال نبوت موصل اند دو است۔ کمال نبوت تک پہنچنے کیلئے دو طریقے ہیں۔ شیخ محمد معصوم مکاتیب میں لکھتے ہیں۔ وازحصول کمالات نبوت مر بعضے افراد است را بطریق تبعیت ووراثت لازم نمی آید کہ آن نبی باشد یا مساوات با نبی پیدا کنند چہ حصول کمالات نبوت دیگر است وحصول منصب نبوت دیگر۔" حصول کمالات نبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نبی ہو یا مساوات نبی ہو اس لئے کہ کمالات نبوت اور ہیں اور نبوت اور۔ امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں۔ این ہمہ تعلیم ریاضت ومجاہدہ است تا دل صافی شود از عداوت خلق واز شہرت دنیا واز مشغلہ محسوسات وراہ صوفیان این است وایں راہ نبوت است اما حاصل کردن ایں علم بطریق تعلیم راہ علماء است وایں نیز بزرگ است لیکن محقر است بہ اضافہ با راہ نبوت۔ یہ تمام ریاضت ومجاہدے اس لئے ہیں کہ دل شہرت دنیا اور عداوت خلق سے پاک وصاف ہوجائے اور یہ طریقہ صوفیوں کا ہے اور یہی راہ نبوت ہے اور علم کا حاصل کرنا علماء کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن بہ نسبت راہ نبوت کے کمتر۔ ان تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مولانا پہ کوئی اعتراض نہیں پڑتا یہ صرف معترضین کی جہالت ہے اب رہا دعوئ نبوت تو یہ آپ ہی کے یہاں ہے۔ اب بھی ہر شخص نبی ہوسکتا ہے جیسا کہ بیشتر جواہر غیبی وآئینہ حقایق نما کی عبارتوں سے ثابت ہوچکا۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ لوگ دن رات کہتے ہیں فلاں شخص کامل ہے فلاں بزرگ کامل ہے۔ فلاں فقیر کامل واکمل ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ اسکا کیا مطلب ہے اسکا صرف یہی مطلب ہے کہ فلاں شخص طریق نبوت میں کامل ہے فلاں فقیر کمالات طریق نبوت میں کامل ہے اب اگر یہ بات درحقیقت قابل اعتراض ہے تو صرف مولائے ممدوح ہی کو ہدف نہ بنایئے بلکہ ان کے پہلے تمام صوفیوں کو نیز نہ بطور خود کسی کو کامل کہئے نہ کسی دوسرے کو کامل کہنے دیجئے۔ ورنہ آنچہ بہ خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ الغرض حاصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل دیگر تمام انبیاء کے بشر تھے اور اللہ کے بندے۔ اور ہم سب بھی اللہ ہی کے بندے ہیں کوئی کسی نبی یا رسولؐ کا بندہ نہیں۔ اب رہا مسئلہ علم غیب اس بارہ میں میں نے جداگانہ ایک رسالہ آیات محکمات فی علم الغیب وعلم بعض المغیبات لکھا ہے۔ اس میں اس مسئلہ کی تمام بحثیں اور فریقین کے تمام دلائل ہیں۔

فالحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

تمام شد